



والد ماجدہ

محکمہ اسلامیات، کراچی

ادارہ تبلیغ الاسلام پاکستان
مرکزی دفتر جامعہ ریاض العلوم پبلیز کالونی ڈی بلاک فیصل آباد ۴۴۰۹۹
پولیس دفتر کتابت فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد از تومی خواہم خدا را
خدایا از توحب مصطفیٰ
صلی علیہ وسلم

عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمہ اللہ

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

انسا

سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم و امت برکاتہم و فیوضاتہم
کے

والدہ ماجدہ عارفہ و زاہدہ

حضرت قبلہ مائی صاحبہ

رحمہما اللہ رحمۃ و امعۃ

کے نام
جن کی خاکِ پا کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے
ہماری والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو
بے پناہ سرفرازیوں سے نوازا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد کریم سلطانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فَيَسِّرْ وَسَلِّمْ عَلَى
حَبِيبِكَ وَصَفِيكَ سَيِّدِنَا طِبِّ بْنِ وَطْنَيْنِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ
وَالتَّسْلِيمِ -

عقل کی دو قسمیں ہیں -

۱۔ عقلِ معاش

۲۔ عقلِ معاد -

عقلِ معاش کے ذریعے انسان دنیا میں باعزت و وقار رہتا
ہے اور عقلِ معاد کے ذریعے آخرت میں عزت و وقار سے رہنے کی
کوشش کرتا ہے -

ہماری والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو اللہ رب العزت نے دونوں عقلوں
سے نوازا تھا لیکن ان پر عقلِ معاد کا غلبہ تھا - یہ محض اللہ جل شانہ کا عطیہ
تھا - بعض اسباب و واقعات نے اس میں اور جلا بخشی حتیٰ کہ آخری ایام
میں ہر کس و نا کس اس کی خوشبو محسوس کرتا تھا -

فَلَكَ الْحَمْدُ يَا اَللّٰهُ - اَنْتَ الَّذِیْ اَعْطَيْتَہَا هَذَہُ الْعَطِیَّةَ
الْمُبَادَاکَ بِفَضْلِكَ وَ مِنْكَ وَ کَرَمِكَ -

آئیے میں انہی زندگی کے چند گوشے تحریر کرتا ہوں جہاں یہ

ہمارے لئے انکی یاد کا ایک ذریعہ ہوگا وہاں شاید کسی حق کی مثلاًشی
خاتون کیلئے نشانِ راہ ثابت ہوں۔

تزیین

جب آپ کی شادی کی بات چل رہی تھی تو آپ نے اپنی پھوپھی محترمہ
مرحومہ کو خواب میں دیکھا جتنی زندگی پچھوں کو قرآن پڑھاتے گزری تھی۔

پھوپھی صاحبہ نے فرمایا۔ بیٹی تمہاری کیا مرضی ہے؟

آپ نے جواباً فرمایا۔

اگر اللہ تعالیٰ اور میرے والد صاحب کی مرضی ہے تو یہ رشتہ مجھے

بھی منظور ہے۔

آپکی پھوپھی صاحبہ مرحومہ نے فرمایا۔

”بیٹی! اللہ کی رضا بھی اسی میں ہے اور تمہارے والد صاحب

کی مرضی بھی یہی ہے اور بیٹی سُن لے۔

یہ بڑے نیک، پارسا اور متقی ہیں“

حضرت والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی رہائش چک ۳۰ ب ضلع فیصل آباد

میں تھی۔ اور سیدی دابی زید مجدہ کی رہائش محلہ گٹو شمال فیصل آباد میں تھی۔

جب آپ پہلی مرتبہ سیدی دابی زید مجدہ کے گھر آئیں تو نماز کا

وقت تھا۔ سب سے پہلے جو آپ کی زبان سے الفاظ نکلے وہ یہ تھے۔

”میں نے نماز ادا کرنی ہے“

و منوکیا اور بارگاہِ خداوندی میں کھڑی ہو گئیں۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ نے ہمارے والد گرامی قد

دامت برکاتہم و فیوضاتہم کو بلایا اور فرمایا۔

”بیٹا! مبارک ہو میری بہونے گھر میں داخل ہوتے ہی نماز پڑھنا شروع

کر دی ہے“

آنے والی اس گھر میں آتی تھی جس گھر میں مبارک دولت و دنیا کے

حصول پر نہیں ملتی بلکہ اللہ کی عبادت و بندگی پر مبارک ملتی ہے۔

سیدی دابی زید مجدہ خود بیان فرماتے ہیں اگر لاکھوں روپے کا ہینر

ساتھ آتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس بات سے خوشی ہوتی کہ آنے

والی اولیت اللہ کی عبادت کو دیتی ہے۔

اللهم لك الحمد اكثيرا۔

یہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی نسبت

سیدی دابی حضور قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم و فیوضاتہم سے

ہوتی جن کی قسمت میں فیوضات سلطانیہ کا جاک اپنا تھا۔ یہ اس فیض

سلطانی کی برکت تھی کہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو حصولِ ہدایت کیلئے

کسی اور جگہ جانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ان کو اپنے ہی گھر سے

۱۔ شریعتِ مطہرہ کی پابندی۔

۲۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ بارگاہِ سلطانی سے عقیدت۔

۴۔ احترامِ ساداتِ کرام۔

۵۔ سخاوت۔

۶۔ تواضع و انکساری۔

۷۔ صبر و شکر۔

۸۔ استغفار۔

۹۔ صلہ رحمی اور

۱۰۔ ذکرِ الہی

جیسی بے شمار نعمتیں حاصل ہوتیں۔ اور میں علیٰ حبیبہ کہتا ہوں کہ ہمارے والد گرامی قدر دامت برکاتہم و فیوضاتہم نے رب تعالیٰ کی عطا فرمودہ ان نعمتوں کے دینے میں بخل سے کام نہ لیا بلکہ اس شان سے عطا کیں کہ یہ ساری نعمتیں ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں نقطہ کمال پر نظر آتی تھیں۔

سلام ہو اس فیضِ سلطانی پر جس نے لوگوں کی تقدیریں بدل دیں۔

سلام ہو سیدی دانی زید مجدہ و شرفہ پر جن کی نظرِ کرم سے ایک جہاں سیراب ہو رہا ہے۔

سلام ہو ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ پر جن کے کشادہ سینے نے ان ساری نعمتوں کو اپنے اندر سمو لیا۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

حضور نبی عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
لا یومن احدکم حتی یکون ہواک تبعاً لما یحکم بہ لہ
تم میں اس وقت تک کوئی مومن نہیں جب تک اس کی خواہشات
میری شریعت کی تابع نہ ہو جائیں۔
اللہ رب العزت نے ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو ایمان کی اس
چاشنی سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

نماز

شریعتِ مطہرہ کا اہم رکن نماز ہے جسے مومن کا معراج قرار دیا گیا۔
ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نماز کی بڑی پابند تھیں اور ساری زندگی
نماز سے والہانہ لگاؤ رہا۔ حتیٰ کہ بیماری کے عرصہ جو ساڑھے دس سال پر محیط
ہے، میں بھی نماز کی بڑی پابندی فرماتی۔ اس پورے عرصہ میں ایک نماز
بھی قصائد ہوتی۔ یہ محض اللہ کا فضل اور سلسلہ شریفہ کے بزرگوں کی برکت
ہے ورنہ بڑے بڑے بھی اس معیار پر پورے نہ اتر سکے۔

وصال سے ایک روز قبل جب ہسپتال لے جایا جا رہا تھا
تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں اور انہیں کسی کروٹ پچین نہ
آتا تھا۔ گمان ہوا شاید عصر کی نماز ادا نہ کی ہو۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ
نمازِ عصر گھرا کر لی تھی۔

الحمد لله رب العالمين
 ہسپتال میں جب پہنچیں تو اپنی بڑی بہو سے فرمایا۔ کیا وقت ہے
 جواب ملا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہے۔ فرمایا۔ مجھے تیمم کراؤ۔ تیمم کے بعد
 فرمایا۔ میری چار پائی کا رخ قبلہ شریف کی طرف کر دو۔
 اس نے جواب دیا۔ یہ بڑا بیڈ ہے۔ مجھ سے ہلایا نہیں جاتا۔ آپ
 اسی رخ نماز ادا کر لیں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اسی رخ نماز ادا فرمائی۔
 فاینما تو توافقتہم وجہا اللہ۔
 سحری کے وقت آپ کے پاس انخی المکرم حضرت حافظ محمد حبیب المجد
 صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔
 فرمایا ! بیٹا کیا وقت ہے ؟
 عرض کی۔ چار بجے ہیں۔
 فرمایا۔
 مجھے تیمم کراؤ میں تہجد کی نماز ادا کروں۔
 آپ نے اپنی زندگی کی آخری رات بھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔
 فجر کی نماز ادا کی اور اسی دن، دن کے تقریباً ساڑھے بارہ بجے
 آپ کا انتقال ہو گیا۔
 اے اللہ !
 اے الرحم الرحیم !
 ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ساری زندگی تیری بندگی
 کو نہ چھوڑا۔ بے چینی اور بے قراری کے عالم میں بھی قراد تیری عبادت میں لیا۔

جب بھی مومن "اللہ اکبر" کہتا یہ بھی "اللہ اکبر" کہتے
 ہوئے اپنے سر کو تیری بارگاہ میں جھکا دیتیں۔
 اے اللہ !
 ان زخمی دلوں کی اب یہی دعا ہے کہ نماز کے نور سے ان کی قبر انور
 کو بھر دے اور اپنی عبادت کے انوار ابد الابد تک ان کے مزار پر انوار
 پر نازل فرما۔
 وما ذالك على الله بعزيز۔
 آپ ساری زندگی اپنی اولاد کو نماز کی نصیحت کرتی رہیں۔ اگر کوئی نماز
 میں تاخیر کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوتیں۔ اذان ہوتی تو اپنے بیٹوں سے
 فرماتیں۔
 میرے جگر پارو !
 جاؤ اذان ہو گئی۔ نماز باجماعت ادا کرو۔
 یہی نہیں بلکہ جو عورتیں بھی ان سے ملنے کے لئے آتیں۔ انہیں فرماتیں
 نماز پابندی سے ادا کیا کرو۔
 آپ کے ان محبت بھرے ارشادات کو سن کر کتنی بے نماز عورتیں
 نماز کی پابند بن گئیں۔
 کیا ان عورتوں کی عبادت و بندگی کا ثواب بھی آپ کے نامہ اعمال
 میں جمع نہ ہوگا۔ یقیناً ہوگا۔
 الدال علی الخیر کفا علیہ۔

نیکی کی ترغیب دینے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔

آپ نے زندگی بھر کبھی فیشی لباس نہ پہنا۔ ہمیشہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق لباس زیب تن فرماتیں۔

جو بچیاں آپ سے قرآن کریم پڑھنے آتیں۔ اگر ان کا لباس باریک ہوتا تو انہیں بھی ترغیب دیتیں کہ لباس ایسا پہن جو جس سے جسم نظر نہ آئے حالانکہ وہ بچیاں کم عمر ہوتی تھیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ یہی بچیاں کل کی ماں بنیں گی۔ اگر اب ان کی تربیت نہ ہوئی تو پھر ان کے تربیت کب ہوگی؟

وہ عورتیں جو آپ سے ملنے کیلئے آتیں۔ اگر انہوں نے برائے نام برقع پہنا ہوتا تو آپ کو سخت کوفت ہوتی۔ آپ انہیں اس درد بھرے انداز سے سمجھاتیں کہ ان پر حیا کا غلبہ ہو جاتا۔ ان میں سے اکثر وہ برقعے ترک کر کے سادہ برقعے سلوا لیتیں۔

مدرسۃ البنات کی معاملات اور جوان طالبات کے بارے میں آپ کو علم ہوا کہ یہ بھی برائے نام برقعے پہن کر آتی ہیں۔ اس خبر سے آپ کو سخت رنج ہوا۔ انہیں بلا کر سمجھایا حتیٰ کہ وہ سادہ اور باپردہ برقعے سلوانے پر آمادہ ہو گئیں اور انہوں نے سلوا بھی لے لے۔

رشد و ہدایت کا یہ کام اللہ جل شانہ اس عورت سے لے رہا تھا جو کئی سالوں سے چار پائی پر دراز تھی۔ اس کا ہر عضو بیماری سے متاثر تھا۔ اس سے ہلا نہ جاتا تھا۔

اسے اللہ کی شانِ کریمی نہ کہا جاتے تو کیا کہا جاتے۔
ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء والعلیٰ ذوالفضل العظیم۔

عام طور پر ایسے ہوتا ہے کہ جب عورت کے ہاں اولاد ہو جاتے تو وہ شوہر کی بجائے اولاد سے زیادہ محبت کرنے لگتی ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔

آپ کو اپنے سرتاج سے محبت تھی اور یہ محبت، محبت کی حدود سے نکل کر عقیدت کے دائرے میں داخل ہو گئی تھی۔
آپ نے سیدی و ابی دامت برکاتہم و فیوضاتہم کی خلوت و جلوت کو دیکھا۔
آپ کی تسبیح و مناجات کو دیکھا۔

سحری کے قیام و سجود کو دیکھا۔
اپنے پروردگار کی بارگاہ میں، رات کی تنہائی میں، پھیلے ہوئے ہاتھوں سے آنسوؤں کا مندرانہ لٹاتے ہوئے دیکھا۔

ذکر و فکر کو دیکھا۔
اخلاص و درع کو دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق دستی کو دیکھا۔ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت کے نقطہ کمال کو دیکھا۔
الغرض ایک پیکر میں انہیں وہ کچھ نظر آیا جو ان کے دہم و گمان میں نہ تھا۔

اس مقام پر اگر محبت اپنے تنگ کوچہ سے نکل کر عقیدت کی شاہراہ میں داخل ہو جاتے تو حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔
آپ کی ساری زندگی بن مانگے اس نعمت کے حصول پر شکر کرتے رہتے گئے۔
ہمیں سمجھائیں۔

اے میرے جگر کے ٹکڑو!
اپنے والد گرامی کو عام طرز کا باپ نہ سمجھنا۔ ان سے محبت کرو۔
اور دل و جان سے محبت کرو۔ فقط ان سے محبت کرنے سے ہی تمہیں دنیا و آخرت کی ہر نعمت مل جائے گی۔
اللہم لك الحمد مل السموات والارض۔

سیدی و ابی دامت برکاتہم و فیوضاتہم جب بھی گھر میں داخل ہوتے آپ دیکھتے ہی۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھتیں۔ نہ معلوم انہیں یہ کس نے بتایا اور یہ سبق انہوں نے کہاں سے حاصل کیا۔ بہر حال آپ کا یہ معمول تھا۔

بخزاہا اللہ احسن الجزاء۔
بہر حال مجھے اتنا معلوم ہے کہ میں چھوٹا تھا۔ بعض عورتیں آئیں اور گھر میں اپنی ناچاکی کا ذکر کرتیں۔ آپ انہیں فرماتیں۔ جب بھی تمہارے شوہر گھر میں آئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا کر۔
چند دن بعد وہی عورتیں آئیں اور کہتیں جب سے ہم نے اپنے شوہر کو دیکھ کر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا شروع کیا ہے ہمارے گھروں میں اتحاد و اتفاق اور الفت و محبت کا بسیرا ہے۔

اللہم اعطھا اجرھا کما تحب وترضیٰ

خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری بھی شریعت مطہرہ کا ایک حکم ہے۔
آپ نے حتی المقدور اس پر عمل کیا اور اپنے دور کی عورتوں کیلئے ایک نمونہ پیش کیا۔

آپ نے سیدی و ابی زید مجدہ کی اجازت کے بغیر کبھی بھی اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔

میرے اقاتے نعمت، سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم جہلم میں تشریف فرما تھے۔ ہم بھائیوں کی معیت میں آپ دربار

شریعت حاضر ہوئیں۔

آپ نے حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم سے آپ کی والدہ ماجدہ عارفہ و زائدہ، طیبہ و طاہرہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کی زیارت کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ اس وقت دینہ میں اپنی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھیں۔

اس عرض کو سُن کر حضور اُقائے نعت دامت برکاتہم و فیوضاتہم نے ارشاد فرمایا۔

حضور مائی صاحبہ کی زیارت کے لئے آپ کو دینہ بھیج دیں۔

آپ نے عرض کی۔

حضور! میں گھر سے یہیں تک آنے کی اجازت لے کر آئی ہوں۔

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم ان الفاظ کو سُن کر نہایت

مسرور ہوئے اور اس کا تذکرہ بھی کئی مرتبہ فرمایا

جزاها الله احسن الجزاء وجعل الجنة ما واهها۔

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم اس سوال سے شاید یہ دیکھنا

چاہتے تھے کہ

فیوضاتِ سلطانیہ کے امین کے گھر میں شریعتِ مطہرہ کی پاسداری کتنی ہے۔

ادھر سے اتنا ہی عرض ہے کہ

یہ سب تمہارا کرم ہے اُقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔

والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے پاس بعض عورتیں آئیں اور عرض کرتیں۔

ہمارے گھروں میں لڑائی اور جھگڑا رہتا ہے۔ اس کا کوئی حل بتائیں۔

آپ ان کی پوری بات سنتیں اور آخر میں فرماتیں۔ اس میں قصور

تمہارا ہے۔

شرعیاتِ مطہرہ نے جو خاوند کے حقوق تم پر رکھے ہیں انکی پاسداری کرو۔

خاوند کی اطاعت کرو۔

اور خود سیدھی ہو جاؤ۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ کی ان نصیحتوں سے کتنے اجڑے ہوئے

گھر آباد ہوتے ہونگے اور کتنے ہی گھر نفرتوں کے کانٹوں سے صاف ہوتے

ہوں گے اور محبت کی بہاروں سے معطر ہوتے ہوں گے۔

فرحما اللہ تعالیٰ و نور قبرہا۔

آج ہماری زبانوں میں اُثر اس لئے نہیں رہا کہ ہمارے قول و فعل

میں تضاد ہے۔ جس کے قول و فعل میں فرق ہو۔ اس کی زبان تاثیر سے

خالی ہوتی ہے۔

الحمد للہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں قول و فعل کا تضاد نہ تھا

بلکہ جو بات کسی سے کہتیں۔ اس پر پہلے خود عمل کرتی تھیں۔

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ساری زندگی سیدی و ابی دامت

برکاتہم کی نافرمانی نہیں کی بلکہ کبھی اس کا تصور بھی نہ کیا۔ گاہے گاہے سیدی

و ابی زید مجدد سے عرض کرتیں۔

قیامت کے دن گواہی دیجئے گا کہ میں نے کبھی بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔

آپ فرماتے۔
النشأ اللہ اگر مجھ سے پوچھا گیا تو اس بات کی ضرور گواہی دوں گا۔
اور کبھی کبھی سیدی و ابی زید مجھ سے دو باتوں کی گواہی کے بارے میں عرض کرتیں۔

۱۔ کبھی نافرمانی نہیں کی۔
۲۔ کبھی خیانت نہیں کی۔
سیدی و ابی زید مجھ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

میں ان دو باتوں کا گواہ ہوں۔ اگر روز جزا مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو انشاء اللہ گواہی دوں گا۔

اللهم ثبتنا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة
بجاء حبیبک رحمتنا العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے ایک وصیت نامہ بھی لکھ دیا تھا۔
وہ آخر میں درج ہے۔ وہ وصیت نامہ بھی از اول تا آخر شریعتِ مطہرہ
کی پابندی کا درس دیتا ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ایمان کی جان ہے۔ جس دل میں محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس کا ایمان

اس جسم کی طرح ہے جس سے روح نکل چکی ہو۔
ایک اعرابی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ۔

متی الساعة؟ قیامت کب ہے؟
آپ نے ارشاد فرمایا۔

ما اعدت لہا؟ تو نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے؟
اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ!

میرے پاس کوئی بڑے عمل تو ہیں نہیں۔ فقط اتنی بات ہے کہ
انی احب اللہ ورسولہ

میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انت مع من احببت حبیبک
جن کی محبت تیرے سینے میں ہے۔ قیامت کے دن تو انہیں
کے ساتھ ہوگا۔

خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس فرماتے ہیں۔
اسلام لانے کے بعد اس دن جو مسلمانوں کو خوشی ہوتی۔ اس سے

بڑھ کر خوشی میں نے کبھی نہ دیکھی۔
سرخیل سرستانِ بادۂ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیدرنا

صدیق اکبر کا ارشادِ گرامی ہے۔
لہ الادب المفرد للبخاری ۵۳

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من ضرب السيف
فی سبیل اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، جہاد فی سبیل اللہ سے
افضل ہے۔

والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو اس نعمت سے کافی حصہ ملا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سُنتی۔ بے قرار ہو جاتیں اور فوراً
آپ کی زبان سے نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے۔
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ
یہی ہے ایک بیٹنے کا سہارا یا رسول اللہ

اور کبھی عرض کرتیں۔

اندھیری قبر میں مجھ کو اکیلا چھوڑ جائیں گے۔

وہاں ہو فضل سے تیرے اجالا یا رسول اللہ۔

میں اکثر خود مشاہدہ کیا۔

ہاتھوں میں ہلنے کی قوت نہیں۔ درد کی شدت اپنی انتہا پر ہے اس

لہ الوفا باحوال المصطفیٰ ۸۰۶

عالم میں جب مؤذن کے یہ کلمات سنئیں۔

اشھدان محمد ارسول اللہ

فوراً آنکھوں سے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتیں اور کہتیں۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

اب اس کی برکات کا مشاہدہ کرنا ہو تو چشم تصور سے ہزاروں سال

پہلے کا منظر دیکھتے۔

دو سو سالہ نافرمان اس دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ لوگ اس کی بدکاریوں

سے واقف ہیں۔ اس کا جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اسے گھسیٹ کر کوڑا کرکٹ

کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہیں۔

جبریل امین حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا حکم پہنچاتے

ہیں۔

اے موسیٰ! میرے ایک بندے کو لوگ غلاطت پر پھینک

آتے ہیں۔ اس کو اٹھاؤ اور نماز جنازہ پڑھو اور اسے دفن کرو۔

موسیٰ علیہ السلام اسے اٹھاتے ہیں۔ غسل دیتے ہیں۔ کفروں

پہناتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور قبر میں اتارتے ہیں۔

بعد میں عرض کرتے ہیں۔

الہی! یہ دو سو سالہ نافرمان تیرا مقرب کیسے ہوا؟

ارشاد ہوا۔

اے موسیٰ!

واقعی یہ انتہائی نافرمان تھا لیکن جب بھی یہ تورات کو

ہوتا۔ اس میں نام "محمدؐ" لکھا۔ دیکھتا۔ لئے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتا۔

میں نے اس وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اسے جنت عطا فرمادی۔ اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور فرمائیے!

ایک بنی اسرائیل کا نافرمان، جب نام "محمدؐ" کی تعظیم کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ، اسے محروم نہیں فرماتا تو ایک محمدی جو محبت و عقیدت سے اس نام مبارک کی تعظیم کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسے کیسے محروم رکھے گا۔

تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً۔

ہم بھائیوں میں سے جب بھی کوئی حج یا عمرہ کیلئے حجاز مقدس کا ارادہ کرتا تو ماہی بے آب کی طرح تڑپتیں اور فرماتیں۔ مجھے بھی لے چلو حالانکہ آپ کی کیفیت یہ تھی کہ چار پانی سے ہل نہ سکتی تھیں۔ اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفاً و کرامتاً کا نام پاک اس والہانہ انداز سے لیتیں کہ سننے والے ان الفاظ سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہک محسوس کرتا تھا۔

۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء عابرو غفلت شعار

شریفین ہوا۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی لے لے المصطفیٰ البکری للیولی

کی اور اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مرضی سے

بیٹا! مدینہ طیبہ حاضری میں مجھے نہ بھولنا۔ حضور رحمۃ اللعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم شریفین کی جانب کھڑے ہو کر میرا سلام عرض کرنا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے در کی ایک "مکتیا" فیصل آباد میں رہتی ہے اور عرض

کرتی ہے۔

مکتیا مجھ سے بنو علیان ہوتی ہیں۔ انہیں معاف کر دیجئے۔

کرم کی ایک نظر ہم پر خدا یا رسول اللہ آپ اللہ

یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ

کیا یہ پیغام حضور قداہ ابی و آسی و نفسی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ

عشق و مستی کا اظہار نہیں کرتا؟

مدینہ طیبہ میں ایک کنویں کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ کنواں

کھاری تھا۔ اس کا پانی پینے کے قابل نہ تھا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈالا اور اس کا پانی پیٹھا ہو گیا جو

آج تک میٹھا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کہ اس کنویں سے تین فٹ کے فاصلے پر زمین

سے پانی اُبل رہا ہے اور وہ پانی کڑوا ہے۔

اس دفعہ مدینہ طیبہ کی حاضری میں اس کنویں کی حاضری کا شرف حاصل

ہوا۔ اس کا کچھ پانی میں اپنے ساتھ لے کر آیا۔
جب میں گھر پہنچا اور حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کی قدم بوسی
کے بعد اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے بے ساختہ فرمایا۔

وہ پانی مجھے فوراً پلاؤ۔

وہ پانی مجھے فوراً پلاؤ۔

آپ وہ پانی اس طرح نوش فرما رہی تھیں جیسے زندگی کی ایک
متنا پوری ہو رہی ہو۔

اللہ جل شانہ کی شان ملاحظہ ہو کہ اسی کنویں کا بقیہ پانی آپ کے کفن
اور آپ کی آخری آرامگاہ میں پھڑک دیا گیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں رچا بسا تھا۔
زندگی کے آخری ایام میں اس کے انداز ہی زلے ہو گئے تھے۔
زندگی کا آخری دن تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بالکل ڈوبا ہوا
نظر آتا تھا۔ وہ سارا دن دیگر اشعار کے ساتھ آپ کی زبان پر

یا رسول اللہ انظر حالنا

یا حبیب اللہ اسمع قالنا

إننی فی بحر غم مغرق

خزیدی سہل لنا اشکالنا

جاری رہا۔

کیا ان اشعار مبارکہ کو سن کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی سنتِ مطہرہ کے مطابق

اللہم آتدہا بروح القدس

نہ فرماتے ہوں گے؟

یقیناً وہ دل جس میں عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سما جائے وہ
لاٹانی دل ہے۔

اور یقیناً وہ آدمی جس کے سر میں سودائے عشقِ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہو وہ یگانہ و فرزانہ ہے۔

احترامِ ساداتِ کرام

ساداتِ کرام کے ساتھ محبت و عقیدت دراصل حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے محبت و عقیدت کا ہی حصہ ہے۔

اللہ رب العزت نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو اس نعمت سے
بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

چند شواہد درج ذیل ہیں۔

افغانستان سے سید محبوب شاہ، از مجاہدین افغانستان،
حضور سیدی دابی زید مجدہ کے پاس آئے اور بتایا کہ ہم تین بھاتی ہیں۔
جس دن ان کی فیصل آباد سے روانگی تھی سیدی دابی زید مجدہ
نے ان کا تذکرہ حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ سے کر دیا۔

آپ نے پوچھا میرے کتنے پیسے ہیں؟

حضور سیدی و ابی زید مجہدؒ نے فرمایا۔ تین ہزار روپیہ۔
اس پر آپ نے عرض کی۔ اے حبیب اللہ! یہ تین ہزار روپیہ میری طرف سے پیش کر دیں

تینوں بھائیوں کیلئے ایک، ایک ہزار روپیہ میری طرف سے پیش کر دیں
فیصل آباد میں ایک سید زادی بیوہ ہو گئی۔ ان کے چھوٹے چھوٹے
بچے تھے۔ ان کے خاوند نے اپنی زندگی میں ایک پلاٹ خریدا ہوا تھا۔

ان کی زندگی نے وفانہ کی۔ اور وہ مکان تعمیر نہ کر سکے اور وہ سید زادی
اپنے بچوں سمیت کسی کے گھر رہائش پذیر تھی۔

ایک دن وہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر
ہوئیں۔ اور اپنی پیتا سناٹی اور کہا۔ دو ہزار روپیہ تک میری خدمت
کروا دیے۔

حضور والدہ ماجدہ نے سارا ماجرہ سیدی و ابی زید مجہدؒ سے ذکر کر
دیا۔ آپ نے اپنے احباب کے ذریعے بائیس ہزار روپیہ صرف کر کے
انہیں مکان تعمیر کروا دیا۔

ابن حجر النوازل سے ایک بی بی صاحبہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے پاس
آئیں اور کہا میں سید زادی ہوں۔ میرا مکان گر کر تباہ ہو گیا ہے۔
اب میں دوسری جگہ مکان بنانا چاہتی ہوں لہذا مجھے آٹھ ہزار اینٹ
لے دو یا پھت کا سامان گارڈر وغیرہ لے دو۔

آپ نے سیدی و ابی زید مجہدؒ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے

احباب کے ذریعے ان کے مکان کی جگہ ۸ ہزار اینٹیں پہنچا دیں۔ اور وہ
سید زادی خوش ہو گئی۔

حضور والدہ ماجدہ کے وصال کے دو روز بعد وہ ملے آئیں۔ جب
انہیں بتایا گیا کہ ان کا وصال ہو چکا ہے تو وہ بہت روئیں اور فرمایا وہ تو
میری ماں تھیں۔ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ علیہا تبسیر۔

ایک سید زادی کی شادی ہوئی۔ انکی اہلیہ ملنے کیلئے آئیں حضور والدہ
ماجدہ رحمہا اللہ نے اس سید زادی کی دست بوسی کی اور خدمت بھی کی حالانکہ
اس سید زادی کی عمر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی پوتیوں جتنی تھی۔
سادات کرام کی خدمت اور ان کا احترام کر کے آپ کو دینی خوشی
ہوتی تھی۔ یہ درحقیقت حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت
کا عملی اظہار ہے۔

فیصل آباد کے ایک محلہ سے ایک عالم دین آئے اور حضور سیدی
و ابی زید مجہدؒ سے فرمایا کہ میں سید ہوں اور بچی کی شادی کرنا ہے۔ کچھ
خدمت کرو۔ حضور سیدی و ابی زید مجہدؒ نے ان کا تذکرہ حضور والدہ ماجدہ
رحمہا اللہ سے بھی کر دیا۔ آپ نے اسی وقت تین سو پڑے کے
جوڑے حاضر خدمت کروا دیئے۔

اللہم تقبل منہا۔

دربار گہر بار دربار سلطانی عقیدت سے

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو دربار شریف جہلم سے بڑی محبت و عقیدت تھی۔

حالت بیماری میں جب تکلیف میں اضافہ ہوتا تو فرماتیں۔
مجھے دربار شریف جہلم لے جاؤ۔

اور کبھی فرماتیں۔

مجھے حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم کے جلوہ مبارک میں مہینک
اؤ۔ حالانکہ حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم کا جلوہ مبارک اکثر بند
رہتا ہے۔ اور آپ اگہار، کوٹلی میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

در اصل ہمارے سارے خاندان کو اس دربار گہر بار سے عقیدت
و محبت ہے۔ جن کے خوانِ کرم سے پل رہے ہوں۔ ان سے حضور والدہ
ماجدہ رحمہا اللہ کی عقیدت ایک فطرتی بات ہے۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ رحمتہ واسعہ اسی دربار اقدس
حاضر ہوتیں۔ آپ کو اس دربار سے کتنی عقیدت تھی۔ اس کا اس بات
سے اندازہ لگائیے۔

آپ سے اس حاضری کے دوران جب بھی کسی نے پوچھا۔ پانی
پیتے گے تو آپ ہر بار عرض کرتیں۔

اس دربار کا پانی نہیں پینا تو اور کس کا پینا ہے۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ کی بیماری میں جب اضافہ ہو گیا اور

تکلیف اپنی شدت کو پہنچ گئی تو عرض کرتیں مجھے جہلم دربار شریف کا پانی
لا کر پلاؤ۔ حضور آقا سے نعمت و امت برکاتہم و فیوضاتہم نے ازراہ شفقت
کچھ پانی بھیج دیا (آپ) محترمہ دادی صاحبہ رحمہا اللہ جب بھی اس سے پیتیں
اللہ شفا عطا فرماتا۔

حضور والدہ ماجدہ جب سیدی دابی دامت برکاتہم و فیوضاتہم کے
ذریعے سلسلہ شریفیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئیں تو اس عقیدت میں
اور نکھار پیدا ہو گیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ عرض کر بھیجا کہ

”مجھے کفن کے نیچے رکھنے کیلئے کوئی تبرک عنایت فرمائیں“

غریبوں کے غم گسار آقا اور بے چاروں کے چارہ ساز آقا دامت برکاتہم
و فیوضاتہم نے

”ایک کرتہ مبارک اور ایک تہ بند مبارک“

بھیج دیا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہو گئیں
پھر سیدی دابی زید مجدہ سے عرض کی۔

ان میں سے ایک تبرک میرے کفن کے لئے رکھ لیں اور دوسرا تبرک
اپنے کفن کے لئے رکھ لیں۔

پچنانچہ وہ کرتہ مبارک حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے کفن کے نیچے پہنا
دیا گیا جس سے بڑی امیدیں ہیں اور تہ بند مبارک سیدی دابی زید مجدہ
نے اپنے کفن کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

امیر تیمور حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند
رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ سرمدیت کی خانقاہ شریف کے قریب سے گزر رہا تھا خانقاہ
شریف کے خادم صغیر جھاڑ رہے تھے۔ امیر تیمور چند ساعت کے لئے کھڑا
ہو گیا تاکہ یہ گرد اس کے جسم پر پڑے اور اس کی بخشش کا سامان پیدا ہو جائے۔
امیر تیمور کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔

امیر تیمور دنیا سے تو چلا گیا لیکن ایمان ساتھ لے گیا۔ بلے
اگر صرف صفوں کی گرد سے یہ انعام ملتا ہے تو کتر مبارک پہنے سے اس
سے بڑے انعام و اکرام کی توقع ہے۔

سخاوت

سخاوت کا وصف جمیل بھی حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ میں بطور خاص
موجود تھا۔ جو بھی حاجت مند آپ کے پاس آتا خالی نہ جاتا۔ یہ سلسلہ ایم غلات
میں جاری رہا۔

ہم بھائیوں میں سے جو بھی آپ کی مالی خدمت کرتا اس میں سے ایک
پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کرتیں۔ بلکہ اسی طرح ضرورت مندوں کی ضرورت اور
حاجت مندوں کی حاجت برآوری کی کوشش کرتیں۔
کبھی جتنے پیسے جمع ہوتے۔ سیدی و ابی زید مجاہد سے عرض کرتیں۔ ان
پیسوں سے "اب کوثر" چھوڑ کر تقسیم کر دیں۔
بسا اوقات عرض کرتیں۔

اگر "اب کوثر" کی اشاعت میں دیر ہو تو ایسی کتاب شائع کریں جس
سے عظمت مصطفیٰ اور شان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہو۔

لک الحمد یا اللہ۔ انت الذی رزقنا هذه الامم المملوۃ
بمحبتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المفرق الی الظفر۔

ایک بیوہ عورت آتی جو کہ لوگوں کے گھروں سے مانگا کرتی تھی۔ اس
کا ایک ہاتھ کمزور تھا۔ اس سے پوچھا کہ کیا تو نماز پڑھتی ہے؟
اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
آپ رحمہما اللہ نے سیدی و ابی زید مجاہد سے عرض کی۔

اسے ہر ماہ پچاس روپے دیا کریں۔
یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

چند سال قبل ایک غریب عورت آتی جو کہ خود محنت و مزدوری
کر کے بچوں کی پرورش کرتی تھی۔ اس سے پوچھا۔
کیا تو نماز پڑھتی ہے؟
اس نے نفی میں جواب دیا۔

آپ نے اسے سمجھایا۔ اسے نماز کا طریقہ سکھایا حتیٰ کہ اسے نماز پر
کار بند کر دیا۔
جب رمضان شریف آیا تو اس عورت سے پوچھا کیا تو روزے رکھتی ہے؟

اس نے جواب دیا۔

میرے گھر کچھ نہیں، میں کیسے روزے رکھوں۔

اسے ارشاد فرمایا۔

سوی اور افطاری دونوں وقت یہاں ابھایا کر اور روزے رکھا کر۔ چونکہ اس کا گھر بالکل قریب تھا۔ اس لئے وہ کسی سال تک روزے رکھتی رہی۔ جب وہ محلہ چھوڑ کر دوسرے محلہ میں منتقل ہو گئی تو رمضان المبارک میں نقدی کی صورت میں خدمت جاری رہی۔ اب بجدہ تعالیٰ وہ عورت نماز و روزہ کی پابند ہے۔

محلہ کی ایک بچی مدرسۃ البنات امینیہ رضویہ میں پڑھتی تھی۔ ان کے گھر پانی کا انتظام نہ تھا۔ وہ باہر کسی نلکے (ہینڈ پمپ) سے پانی لایا کرتی تھی رمضان المبارک آیا۔ سخت گرمی تھی حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے ان کی یہ حالت سُن کر پریشان ہو گئیں۔

سیدی دابی زید مجدہ سے عرض کی کہ ان کے گھر پانی کی موٹر لگوا دیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ قبلہ سیدی دابی نے اس وقت ان کے گھر پانی کی موٹر لگوا دی۔

ایک عورت بیوہ ہو گئی۔ پہلے وہ خوشحال تھی۔ مگر بیوہ ہونے کے صورت میں ان کی مالی حالت کافی کمزور ہو گئی حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے قبلہ سیدی دابی زید مجدہ سے عرض کی۔

انہیں ایک سو روپیہ ماہوار دے دیا کریں۔ چنانچہ یہ کار خیر ان کی ساری زندگی جاری رہا اور انشاء اللہ اب بھی جاری رہے گا۔

حضور رحمۃ اللعالمین فداءہ ابی وائی و نفسی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی تو ہر ایک کو یاد ہوگا۔

السخی حبیب اللہ

سخی اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کی مخلوق سے محبت کرتی تھیں۔ یقیناً اللہ جل شانہ بھی ان سے محبت کرتا ہوگا اور اب انہیں اس محبت کی جزا دے رہا ہوگا۔

تواضع و انکساری

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ میں یہ وصف بھی موجود تھا۔ ارشاد گرامی ہے۔

من تواضع للہ رفعتہ اللہ

جو اللہ کے لئے تواضع و انکساری کرتا ہے۔ اللہ اسے رفعت و

سرفرازی سے نوازتا ہے۔

اور دانائے شیراز رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

ثمر ایمان سے لبریز سر زمین کی جانب بھکتا ہے۔

ساری زندگی کسی سے لڑائی نہیں کی۔
ایک دفعہ ایک بچی جو قرآن پاک آپ سے پڑھتی تھی۔ اسے
سبق یاد نہ ہوا۔ اسے بطور شفقت مارا۔ اس نے گھرا اپنی والدہ سے
ذکر کر دیا۔ اس کی ماں سخت جھگڑاؤ تھی۔ وہ آئی اور آکر برا بھلا کہنا
شروع کر دیا۔ آپ نے اسے سمجھایا کہ یہ بھی ایک شفقت کا حصہ ہے۔
لیکن وہ نہ مانی آخر آپ نے کہا۔

بہن مجھے معاف کر دو۔
لیکن اس پر بھی وہ بولتی چلی گئی۔
جب گھر پہنچی تو تواضع وانکسار سے نکلے ہوئے یہ الفاظ
”بہن مجھے معاف کر دو“
نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔
واپس آئی اور اس عورت نے منت سماجت کی اور معافی مانگی۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کی یہ بھی انکساری تھی کہ اگر لڑائی
آپ مٹی کے بنے ہوئے برتنوں میں کھانا پسند کرتی تھیں۔
سٹیل کی پیالیوں کو پسند نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ مٹی کی پیالیاں ٹوٹ
کر ختم ہو گئیں۔

حضور سیدی و ابی زید مجیدہ کو خیال آیا کہ اب تو سٹیل کی پیالیوں
میں چائے پی رہی ہوں گی۔
جب آپ گھر آئے تو دیکھ کر حیران ہوئے کہ مٹی کی پیالیاں گھر

میں موجود ہیں۔
اللهم قال نبیک و صلیک علی اللہ علیہ وسلم
من تواضع للہ رفعہ اللہ
فارفع درجۃک فانک لا تخلع الیعداد۔

دنیا سے بے رغبتی

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو دنیا اور متاع دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی
آپ ہمیشہ صابر و شاکر اور قانع رہتی تھیں۔
آپ رحمہما اللہ نے زندگی بھر سیدی و ابی زید مجیدہ سے کسی چیز کا مطالبہ
نہ کیا۔

ایک مرتبہ آپ رحمہما اللہ نے سیدی و ابی زید مجیدہ سے موسم سرما میں عرض
کی کہ ایک عدد گرم چادر منگوادیجئے۔ حضور سیدی و ابی زید مجیدہ اس مطالبہ سے
حیران ہوئے کہ زندگی میں پہلا موقع ہے اس سے قبل کبھی کوئی مطالبہ نہ کیا۔
آپ خاموش ہو گئے۔ اس پر حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے امر کیا۔ آخر آپ
نے چادریں منگوائیں اور کہا کہ ان میں ایک پسند کر لو۔ اس پر حضور والدہ ماجدہ
رحمہما اللہ نے ایک چادر پسند کر لی۔

حضور سیدی و ابی زید مجیدہ نماز تہجد ادا فرما کے قبلہ روی بیٹھتے تھے
کہ حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے وہ چادر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور
عرض کی میں نے یہ چادر صرف اس لئے منگوائی تھی۔

کیونکہ حضور سیدی و ابی زید مجدہ کے جسم پر جو چادر پہلے تھی۔ وہ آپ رحمہا اللہ کی نظر میں بوسیدہ ہو چکی تھی۔

صبر و شکر

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تقریباً ساڑھے دس سال بیمار رہیں۔ اس عرصہ میں آپ نے صبر کے دامن کو ہاتھ نہ جانے دیا بلکہ صبر کے موقع پر بھی آپ کی زبان سے کلماتِ شکر ادا ہوتے تھے۔

ہر نیکی کا اجر

۱۔ گنا ہے۔

۲۔ گنا ہے یا

۳۔ گنا ہے۔

لیکن صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا اجر اتنا زیادہ ہے کہ گنتی و شمار میں نہیں آتا۔

لَتَمَایُوْیَ الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مسلمان کو کوئی بھی تکلیف، کوئی دکھ، کوئی مشقت، کوئی پریشانی،

کوئی حزن، کوئی غم پہنچے حتیٰ کہ اگر مسلمان کو کانا بھی چھبے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

دیکھا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہے۔ میں نے ہاتھ سے جسمِ انور کو چھوا اور عرض کی۔

یا رسول اللہ! آپ بہت شدید بخار ہے۔

یرسُن کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا دُوروں کو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کی۔

اس لئے کہ آپ کو دوہرا اجر ہے۔

فرمایا۔

ہاں۔ پھر فرمایا۔

جس مسلمان کو کوئی تکلیف، بیماری وغیرہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اس پریشانی

کی وجہ سے اس کے گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے درخت اپنے خشک

پتے جھاڑ دیتا ہے۔ لے

حضرت ام سائبہ مجاہدہ بیمار ہوئیں تو آقلے دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا۔

ام سائبہ تو کانپ رہی ہے۔

لے مشکوٰۃ

انہوں نے عرض کی۔

حضور بخار ہے۔ اللہ اس کو برکت نہ دے۔

یہ سن کر فرمایا۔

اے ام سائب! بخار کو برامت کہو کیونکہ یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے اگ لوہے کے زنگ کو مٹا دیتی ہے۔

صبر کی اقسام

صبر کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ طاعات پر صبر۔

۲۔ برائیوں سے بچنے پر صبر۔

۳۔ مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر۔

اللہ رب العزت نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو تینوں قسموں کے صبر کی توفیق عطا فرمائی تھی۔

طاعات پر صبر

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ اس وصف سے خوب متصف تھیں۔ فرائض کی ادائیگی میں بڑی پابند تھیں حتیٰ کہ نوافل بھی آپ کی طبیعت ثابہ محسوس ہوتے تھے۔

سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ کے ہاتھ میں تسبیح رہتی تھی۔

اس تسبیح پر کیا کیا پڑھتی تھیں۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال اتنا معلوم ہے کہ آپ کے وظائف میں ایک ہزار مرتبہ درود نجاتی بھی تھا۔ ذرا اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد
صلوة تنجینا بہا من جمیع الاهیوال والافات وتقضی لنا بہا
جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا
اعلیٰ الدرجات وتبلغنا بہا اقضی الغایات من جمیع
الخیرات فی الحیاة وبعد الممات انک علی کل شیء قدير۔
اے اللہ درود پاک بھیج ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر۔

ایسا درود پاک کہ اس کے ذریعے تو

تمام مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات عطا فرماتے
اور اسی درود پاک کے ذریعے

ہماری تمام حاجات پوری فرمادے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

تو ہمیں ہر سیئات سے پاک کر دے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

تو ہمیں اعلیٰ درجات پر سرفرازی عطا فرمادے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

زندگی اور موت کے بعد جمیع خیرات کی اقضیٰ غایات تک پہنچا دے

یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔
 بلاشبہ یہ ایک عظیم درودِ پاک ہے۔
 یہی درودِ پاک پاک جسم و جان سے نکلتا ہوگا۔
 فرشتے اسے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتے ہونگے
 روضہ مطہرہ پر معین فرشتہ بھی عرض کرتا ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آپ کے در کی ایک باندی کہ یہ آج پھر حاضر خدمت ہے۔
 صبح و شام جب ساری امت کے اعمال آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ
 میں پہنچتے ہونگے تو ان اعمال پر بھی نور سے دیکھتے ہوں گے۔
 یہ محبت بھرا درودِ پاک حضور ﷺ ابی و امی و نفسی صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنی سنت کے مطابق خود بھی سنتے رہیں گے۔

زندگی کی آخری گھڑیوں میں حضور ﷺ والدہ ماجدہ جب
 یا رسول اللہ! انظر حالک
 کا ورد کر رہی تھیں۔ شاید ان وقت یہ کرم ہو چکا ہو جیسے ان الفاظ
 سے ذکر کیا جاتا ہے۔
 وہ خود نزدیک آجاتے ہیں تڑپا یا نہیں کرتے۔
 اللہم صل وسلم علی من بغتہ رحمتہ للعلمین وجعلتہ شفیعاً
 للمذنبین۔

ایک مبارک تسبیح آپ کے ہاتھوں میں ہی رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ

کو یہ ادا اتنی پسند آتی کہ اکثر عورتوں اور عزیزوں نے بعد وصال خواب
 میں دیکھا تو تسبیح اسی شان سے چل رہی ہے۔
 کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے۔
 قید سے پھوٹے وہ اپنے گھر گئے!

سلمہ زوجہ عبدالرحمن کہتی ہیں۔
 میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ہشاش بشاش ہیں اور ہاتھ
 میں تسبیح چل رہی ہے۔ میں بلند آواز سے کہتی ہوں۔ کینز فاطمہ دختر حضور
 والدہ ماجدہ رحمہا اللہ دیکھ آپ زندہ ہو گئی ہیں۔
 یہ بھی ممکن ہے کہ قوموت سے بھی مر نہ سکے۔

اخو المحرم المحترم جناب مولانا محمد افضل شاہ صاحب زید مجدہ کی
 اہلیہ بیان کرتی ہیں۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۰۹ھ کو میں نے خواب
 میں دیکھا۔
 ایک کھلی اور خوبصورت بگہ دیگر عورتوں کے بھر مٹ میں حضور
 والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تشریف فرما ہیں۔ ابتداً تو شور اٹھا کہ آپ فوت
 ہو گئی تھیں۔ اب دوبارہ کیسے زندہ ہو گئی ہیں۔
 کچھ عورتیں بولیں۔ صرف ایک دن کیلئے فوت ہوئی تھیں۔ پھر
 زندہ ہو گئی ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خصوصی فیض لینے والا
 موت کی وادی سے بہت جلد نکلتا ہے۔

موت آئی ہے اس لئے کہ فقط آئی ہے۔

اس کے بعد انکی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے۔

آپ سفید ملبوس میں سکا رہی ہیں۔ اور آپ کے دانت موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں حالانکہ آنحضرت میں آپ کے دانت گر گئے تھے۔ خوشبو بہک رہی ہے۔

پھر مجھ سے فرمایا۔ تسبیح دو۔ میرے پاس اس وقت کوئی تسبیح نہ تھی اچانک دیکھا کہ میرا ہاتھ تسبیحوں سے بھر گیا۔ پھر آپ رحمہما اللہ نے ایک سفید خوبصورت تسبیح لے لی اور پھر اس سے اپنے معمولات کا آغاز کر دیا۔

ہمارے ماموں حضرت مولانا محمد مظہر الحق صاحب زید مجدہ کا بیان ہے۔ میں نے دیکھا کہ

آپ بالکل سفید لباس میں ملبوس مصلیٰ پر جانب شمال بیٹھے ہیں ہاتھ کی کچھ انگلیاں نظر آ رہی ہیں باقی چہرہ تک سفید کپڑے میں لپٹا ہوا ہے اور ان کے ہاتھ میں سفید تسبیح ہے اور اس کے ذریعے ذکر اللہ جاری ہے۔

اس دارالمن میں جس نے اپنے اللہ کو یاد کیا ہو۔ دل و جان سے یاد کیا ہو۔ وہ دُکھ و درجہ میں اس جہان میں بھی محروم نہیں فرماتا۔

اللهم رحمتك اوسع اوسع

طاغات پر صبر کا پھل کیا ملا؟

ایک مرتبہ میں آپ کے قریب بیٹھا تھا۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کبھی کوئی بات بتاتی نہ تھیں۔ اس دن ارشاد فرماتے لگیں بیٹا میں جب دیوار کی طرف دیکھتی ہوں۔

چھت کی طرف دیکھتی ہوں۔

چارپائی کی طرف دیکھتی ہوں۔

اپنے جسم کو دیکھتی ہوں تو

دہاں بڑا نمایاں

آئندہ لکھا نظر آتا ہے۔

پھر اس بات کا تذکرہ آپ نے ایک دن سیدی وابی زید مجدہ و شرف سے بھی کر دیا۔

کیا یہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند رحمہما اللہ کا خصوصی فیضان نہیں جو سلسلہ شریفہ کے بزرگوں کے ذریعے آپ تک پہنچا۔

غالباً تقویٰ کی زبان میں اسے ”تصور اسم ذات“ کہتے ہیں اس کی برکات اہل نظر پر غنی نہیں۔

خلوص دل سے جو آدمی بھی اس راستہ پر چلا۔ اللہ رب العزت اس پر ضرور کرم فرماتا ہے۔

حضرت مرخیل نقشبند یہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ

کا ارشاد گرامی ہے۔

اگر کوئی شخص نیت صحیح اور اعتقاد درست کے ساتھ حق سبحانہ کی راہ میں آئے اور شریعت غراء کے آداب کا حقیقہ بجالاتے۔ اگر اس کو حین حیات اس گروہ کے اذواق و مواجید حاصل نہ ہوں تو ایسے شخص کو اسی جہاں میں سکرات موت کے وقت اس دولت سے شرف کسر دیتے ہیں۔

میرے آقائے نعمت حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم کی والدہ ماجدہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ جب ۱۹۸۷ء کو اس جہاں سے کوچ فرما گئیں تو ہم غلاموں کو اس وقت آپ کی چند باتوں کا علم ہوا۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ بوقت تہجد آپ یہ اشعار مبارکہ پڑھا کرتی تھیں۔

اسم اپنے دی شوق الہی ہر دم مینوں
وقت نزع و عشق اند یاد کراں میں تینوں

اللہ اللہ کر دیاں جینواں دچ اللہ مر جانواں
جاں جاں روح جے چرچ ہووے تیرا اسم پکانواں
باہجہ تیرے کچھ نظر نہ آوے جتول نظر اٹھاواں
اٹھدیاں بہندیاں ٹردیاں پھردیاں تیرا ذکر پکاواں

قلب منور کر دے میرا برکت اسم الہی
جتول دیکھاں توں ہی میں غیر نہ دے کاٹی

اللہ اللہ کر دیاں رہا میری جان کڈھائیں
مرشد ما پور راضی رہیوں فضل کرے رب سائیں

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ بستر پر علیل تھیں۔ میں حاضر خدمت ہوا اور ان اشعار کا آپ سے تذکرہ کر دیا۔
آپ نے ارشاد فرمایا۔

یہ اشعار مبارکہ مجھے یاد کراؤ۔

یہ اشعار مبارکہ مجھے یاد کراؤ۔

پہنچا پھر یہ اشعار مبارکہ آپ کو یاد کروا تے گئے۔

اس کے بعد اکثر یہ اشعار مبارکہ آپ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔ یہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کے فیضان کا ایک اور سلسلہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ پر جاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کے فیضان کی بارشیں حضور والدہ ماجدہ کے مزار پر قیامت تک نازل فرمائے۔

آمین بجاہ سید المسیلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برائیتوں سے بچنے پر صبر

اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنی شان کریمی اور سلسلہ شریف کے بزرگوں کی برکت سے حضور والدہ ماجدہ کو گناہوں سے محفوظ رکھا تھا آپ کو برائیوں سے حد درجہ کی نفرت تھی۔ بلکہ اپنے پاس بیٹھنے والیوں

کو بھی برائیوں سے باز رہنے کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔
اللہ کی شانِ کریمی تو یہاں تک تھی کہ اگر کوئی عورت آپ کے پاس چند
مرتبہ اکر بیٹھتی تو اس کا دل بھی برائیوں سے متنفر ہو جاتا تھا۔ اور وہ بھی اہستہ
اہستہ نیکوں کی جانب متوجہ ہو جاتی

میں مبتلواؤں اور تکلیفوں پر صبر

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو جو جسمانی تکلیفیں پہنچیں۔ اس پر ہم
اہل خانہ خود حیران ہیں۔ اتنی زیادہ تکلیفیں ایک جان میں جمع کیسے ہو گئیں
ان تکلیفوں پر آپ کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ انتہائی تکلیف میں بھی
جب کسی نے پوچھا۔

کیا حال ہے؟

جواب میں کبھی کوئی ترش کلمہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ نہایت عجز و انکاری
سے کہتیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ علی کل حال

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

گو یا جس کے پاس نعمتِ ایمان موجود ہو اسے ہر حالت میں اللہ
کا شکر ہی زیب دیتا ہے۔

آپ کے معالج محترمی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب محلہ محمد پورہ اس بات
کے معترف ہیں کہ آپ سے جب بھی پوچھا گیا۔ کیا حال ہے؟

تو جواب میں ارشاد فرماتیں۔
الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ علی کل حال

حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے۔

إِنَّ عَزْرَ جُلٍّ يَقُولُ إِذَا ابْتَلَيْتَ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا
فَحَمْدٌ فِي عَمَلِي مَا ابْتَلَيْتَهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ مَا ذَاكَ
كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اپنے بندوں میں سے جب کسی مومن بندے کو کسی تکلیف
میں مبتلا کرتا ہوں۔ اگر میری طرف سے اس پہنچی ہوئی تکلیف پر میرا شکر
ادا کرے۔ میں اسے گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہوں جیسے وہ کج ہی
درپاک و صاف ہو کر ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نہ معلوم روزانہ کتنی مرتبہ پاک درپاک
ہوتیں۔ یہی وہ وجہ تھی کہ آپ کے دل و دماغ، سوچ و فکر بھی طیب
و طاہر نظر آتے تھے۔

تکلیف میں اضافہ ہوا۔ کبھی اللہ کو درد بھرے انداز سے یاد کیا اور
کبھی اس کے محبوب کو محبت بھرے انداز سے یاد کیا۔

ایک مرتبہ اتنی زیادہ تکلیف کہ جو بھی دیکھتا خود اشکبار ہو جاتا
عرض کی گئی۔

کیا حال ہے؟
 شاید اس وقت نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا۔ اس کے
 جواب میں فوراً کہا۔

یا رسول اللہ!
 کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
 دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

الرحیل۔ الرحیل

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ
 وَالْإِكْرَامِ۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کی تکالیف میں شدت
 ہوتی اور آپ کو عصر کی نماز کے بعد نیشنل ہسپتال جناح کالونی لے
 جایا گیا۔

ابتداءً تو ایمر جنسی وارڈ میں رکھا بعد ایک کمرہ آپ کیلئے مخصوص
 کر لیا گیا۔

آپ نے مغرب کی نماز نیشنل ہسپتال میں ادا فرمائی پھر عشاء
 کی نماز بھی بحمدہ تعالیٰ ادا فرمائی۔

۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

تہجد کی نماز ہسپتال میں تقریباً چار بجے شب ادا فرمائی۔

فجر کی اذان کے بعد فجر کی نماز بھی ادا کی۔
 اس دن

برادر اکبر مولانا محمد افضل صاحب
 برادر اکبر مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب
 برادر اصغر مولانا محمد حبیب امجد صاحب
 برادر اصغر مولانا قاری محمد مسعود احمد حسان صاحب
 حاضر خدمت ہوئے۔

سیدی وابی زید مجید بھی تیمارداری کیلئے تشریف لے گئے۔
 حضور والدہ ماجدہ سارا دن ذکر الہی اور ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
 میں مصروف رہیں۔

آپ کا سانس اکھڑا کھڑا کر رہا تھا۔ اسی دوران ڈاکٹر محمد ظفر صاحب
 آئے اور پوچھا۔

اماں جان کیا حال ہے۔

جواب ملا۔

الحمد للہ رب العالمین۔ علی کل حال۔ ہر حال میں اللہ کا
 شکر ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اتنی صبر والی ماں میں نے کبھی
 نہیں دیکھی۔ سانس اکھڑ رہا ہے۔ اور پھر بھی اللہ کا شکر ادا
 کر رہی ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا بخشند خدائے بخشندہ

کچھ دیر بعد آپ نے اللہ اللہ بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا
عرض کی گئی ذرا اہستہ۔ شاید باہر لوگ پھر رہے ہوں۔
جواب میں ارشاد فرمایا۔

آج میرے بس میں نہیں ہے۔
ہاں آج اللہ اللہ بلا تکلف نکل رہا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے
بلادے کا واضح اعلان تھا۔

پھر آپ نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر رجتوں والے نبی کو یاد کیا۔
یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

إِنِّی فِی بَحْرٍ غَمٍّ مَّغْرَقٍ
خَزِیدِی سَهْلَ لَنَا اَشْکَالَنَا

اللّٰهُمَّ ایدہا بوجہ القدس فرمانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

نے شاید اسی روح القدس کا اس موقع پر ہمہنوا بنایا۔ آپ کی زبان
پر جاری تھا۔

یہی بولے سدرہ دلے چمن جہاں کے تھالے
بھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا۔

کسی کو خبر تک نہ تھی کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔
برادر اکبر حضرت مولانا محمد افضل شاہ صاحب ادویات لینے کیلئے
ہسپتال سے باہر گئے۔

اور برادر اصغر حضرت مولانا محمد حبیب امجد صاحب برتن چھوڑنے
کیلئے گھر روانہ ہوئے۔

حضور والدہ ماجدہ کے پاس فقط چھوٹی ہمیشہ سلیمہار تبعا بیٹی تھیں
انہوں نے بھی اجازت مانگی آپ نے انہیں فرمایا۔ چند گھڑیاں تو اور بیٹھ
جاؤ۔ آخر وہ بیٹھ گئیں۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے کروٹ لی اور آپ کی زبان سے چند
کلمات نکلے جن میں اللہ اور یا اللہ کی سمجھ آئی۔ باقی پترہ نہ چل سکا۔
کیا کہہ رہی تھیں۔

بیٹی اپنی ماں سے پوچھتی ہے۔

آئی جی کیا حال ہے۔

لیکن وہ

وہ تو دار فانی سے کوچ کر چکی تھیں۔

ان کی روح پاک فرشتوں کے جھڑٹ میں ملا اعلیٰ کی طرف
پرداز کر چکی تھی۔

إنا لله وإنا اليه راجعون۔

آپ تقریباً ساڑھے دس سال بیمار رہیں۔

اس حالت میں بھی ذکر الہی کو نہ چھوڑا بلکہ زبان پر آخری لفظ
بھی "اللہ" اور "یا اللہ" تھا۔

حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سینے۔

من مات مريضاً مات شهيداً أو رقی فتنة القبر

وغدی ورايح عليه بنزاقه من الجنة الى

جس کا حالت مرض میں انتقال ہوا۔ اسے شہادت کی موت

نصیب ہوتی اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور صبح و شام

اسے جنت کا رزق کھلایا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من مات مريضاً

مات شهيداً أو رقی فتنة القبر

وغدی ورايح عليه بنزاقه من الجنة الى

جس کا حالت مرض میں انتقال ہوا۔ اسے شہادت کی موت

نصیب ہوتی اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور صبح و شام

اسے جنت کا رزق کھلایا جاتا ہے۔

آل مشکوٰۃ ۱۳۹ بحوالہ ابن ماجہ و بیہقی۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اس سرعت سے دنیا سے رخصت ہوئیں کہ
کسی کے دہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی روانہ ہو جائیں گی۔

ایک حدیث پاک یاد آ رہی ہے۔ پڑھیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إن المؤمن إذا كان في اقبال من الآخرة وانقطع من الدنيا

جاءه ملك فجلس عنده رأسه فيقول

أخرجني أيها النفس الطيبة الى مغفرة من الله ورضوان۔

فتخرج نفسها فيسيل كما يسيل قطر السقا له

جب بندہ مومن کے آخرت کے طرف جانے اور دنیا سے رخصتی کا وقت

آتا ہے تو فرشتہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے۔

اے پاکیزہ روح اب اس جسم کو خیر یاد کہہ دے اور اُتیرے اللہ کی

معفرت اور اس کی رضا تیری منتظر ہے۔

اس کی روح اسکی جسم سے ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ

نکلتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مومن کی روح کے خروج کا منظر اس طرح

بھی بیان فرماتے ہیں۔

لے التذکرہ للقرطبی من ۱۳

جنت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے روشن گویا کہ چاند طلوع ہوں وہ اپنے ساتھ جنت کے کفن لاتے ہیں۔ جنت کی خوشبو لاتے ہیں۔

دنیا سے رخصت ہونے والے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے۔ فرشتے ہی فرشتے نظر آتے ہیں۔ جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کرتا ہے۔ بقیہ فرشتے لمحہ بھر بھی اسے اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔

تَوَدُّعًا سَلَامًا وَهُمْ لَا يَفْطُونُ۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
اس کی روح پاکیزہ تر خوشبو کی معیت میں نکلتی ہے۔ ملائکہ اس روح کو لے کر بلندی کی طرف پرواز کرتے ہیں۔
زمین و آسمان کے درمیان جو بھی فرشتوں کا گروہ ملتا ہے وہ پوچھتا ہے۔

ما هذه الروح؟
یہ کونسی روح ہے؟
وہ بڑا اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں روح ہے۔
یہاں تک کہ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان دنیا کے دروازوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ دروازہ کھلتا ہے۔ اس آسمان کے مقربا سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔
پھر اس کا نام علین کے دفتر میں درج کر دیا جاتا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔
اس روح کو واپس زمین پر لے جاؤ۔ اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ لے

تجہیز و تکفین

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے جسدِ خاکی کو ہسپتال پہنچے گھر لایا گیا۔ پہلے تو گھر کے صحن میں رکھا گیا پھر اس کمرے میں رکھا گیا جس میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری کئی سال گزارے۔

جب آپ کی چارپائی صحن میں رکھی گئی تو اچانک بارش شروع ہو گئی جب اس کمرے میں آپ کا جسدِ خاکی لے جانے لگے تو سب خواتین نے ایسی خوشبو محسوس کی جو انہوں نے ساری زندگی محسوس نہ کی تھی۔ آپ کے جسدِ خاکی کو دیکھ کر انکھیں بھی اشکبار ہو رہی تھیں اور ساتھ ہی بے ساختہ منہ سے سبحان اللہ کے الفاظ نکلتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے اطمینان و سکون سے سو رہے ہوں۔

ساری رات عورتیں آپ کی چارپائی کے ارد گرد بیٹھی رہیں۔ سردی کا موسم، دروازے بند اچانک بجلی آف ہو گئی۔ تاریکی ہی تاریکی تھی۔ ہاتھ سمجھائی نہ دیتا تھا۔ لیکن حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کا

چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

اللهم لك الحمد اولاً و آخر

مدرسۃ البنات کی صدر معلمہ کا بیان ہے کہ میں رات بھر چارپائی کے قریب رہی اچانک مجھے اُونگھ اُگتی کیا دیکھتی ہوں کہ دو آدمی سفید کپڑوں میں ملبوس حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے سر ہانے کھڑے ہیں۔ انکے ہاتھ میں طشت ہے۔ کوئی چیز اس طشت میں رکھ کر عالم بالا کی جانب محو پرواز ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے روح مطہرہ کے استقبال کا ایک منظر صدر معلمہ کو دکھایا تا کہ انہیں بھی اطمینان و سکون نصیب ہو کر جانے والا نعمتِ ایمان سے مالا مال جا رہا ہے۔
الحمد لله رب العالمین

۱۹ دسمبر ۱۹۸۸ء۔ بعد نماز فجر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے والی خوش قسمت خواتین کا بیان ہے کہ جسم بالکل نرم اور تروتازہ تھا جیسے کسی سوتے ہوئے فرد کو غسل دیا جاتا ہے۔

ہاں وہ شخص جس کے رگ رگ میں عشقِ الہی موجزن ہو اور جس کے انگ انگ سے عشقِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے پھوٹ رہے ہوں اس پر دو موتیں جمع نہیں ہوا کرتیں۔

وہ اس دنیا سے جانے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور ابد الابد

تک زندہ رہتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے وصال کے چند دن بعد یکم اہل حزن تنہائی میں بیٹھا اپنی ماں کی یاد میں اتنا مستغرق تھا کہ آنکھیں قابو میں نہ رہیں۔ اپنا سر تکیہ پر رکھ دیا۔ اور وہ بھی تر ہو گیا۔ میری آنکھیں بند ہو گئیں اور محسوس کیا کہ کسی اور جگہ ہوں۔ چند افراد مجھ سے کوئی بات کرتے ہیں میں انہیں جواباً کہتا ہوں۔

میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں پھر محبت نے جوش مارا۔ آنکھوں سے سیلاب اُٹ آیا۔ تسکین کے لئے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے مزار پر جاتا ہوں۔ اچانک مزار پر انوار شفق ہو گیا۔ حسبِ عادت قدم بوسی کی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

تم خواہ مخواہ روتے ہو۔ میں تو زندہ ہوں۔

ہاں واقعی ہماری والدہ ماجدہ زندہ ہیں کیونکہ

انہیں حیاتِ وقیوم سے خاص محبت تھی اور یہی محبت کے بے قراری راتوں کو سونے نہ دیتی تھی۔

ہاں ہاں حضور والدہ ماجدہ زندہ ہیں کیونکہ

انہیں اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ الفت و محبت تھی جن کا نام مردہ دلوں کیلئے حیاتِ جاودانی ہے۔

اللهم ولعز من تشاء

غسل کے بعد آپ کو کفن پہنایا گیا۔
سب سے پہلے میرے آقا سے نعمت، بے سہاروں کے سہارا،
حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم کا کرتہ مبارک پہنایا گیا۔

سید الاولیاء الکاملین حضور قبلہ عالم حضور قاضی محمد سلطان عالم صدیقی
میرپوری رحمہ اللہ رحمتہ سرمدیتہ سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کا انتقال ہوتا تو
آپ کے پاس ایک ممبرک کپڑا تھا۔ اس کا ایک دھاگہ یاد دودھا گئے نکالتے
اور جانے والے کے لبوں پر رکھ دیتے۔

اسی سید الاولیاء الکاملین رحمہ اللہ رحمتہ والسعۃ کے نور نظر اور ہم جیسے
بے چاروں کے چارہ ساز آقا دامت برکاتہم و فیوضاتہم کا استعمال شدہ کرتہ
مبارک ہم نے اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو پہنا دیا جس سے ہمیں بہت
زیادہ توقعات وابستہ ہیں۔

اس سعادت بزورِ بازو نیست۔

اس کرتہ مبارک کے بعد بقیہ کفن پہنا دیا گیا۔ اور دیدار عام کے لئے
آپ کے جسدِ خاکی کو گھر کے صحن میں رکھ دیا گیا تاکہ آپ سے تعلق و محبت
رکھنے والی کوئی عورت اس سعادت سے محروم نہ رہے۔

دن کے ساڑھے نو بجے آپ کی چارپائی نیچے لائی گئی۔ دارالعلوم کے
صحن میں عورتوں کا ہجوم تھا ان کو موقع دیا گیا کہ وہ بھی اس سعادت دیدار

بہرہ ور ہو سکیں۔ تمام مرد مسجد کے اندر اور باہر بازاروں میں تھے۔
چارپائی کے قریب کوئی غیر مرد نہ تھا۔

سیدی و ابی زید مجاہد چند قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ آپ سے
کسی نے نہیں پوچھا اور جنازہ اٹھایا گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ بن پوچھے کس نے جنازہ اٹھایا
لیکن بعد میں معلوم ہوا۔

عجلتوں نے عجلتوں سے
مجھے جلدی لے چلو۔

مجھے جلدی لے چلو۔
کی تعبیر پوری ہو رہی تھی۔

ہجوم زیادہ تھا۔ چارپائی کو باہر لگے لائے۔ بانس باندھے گئے
تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

جب آپ کا جسدِ خاکی اٹھایا گیا اور شیخ کالونی کی جانب رخ کر دیا گیا
بارش نے اپنے رحمتوں کے چھینٹے بھی تیز کر دیئے۔ یہ آدھ گھنٹے کا راستہ ۲۰ منٹ
میں طے ہو گیا۔

سردی کے موسم میں، بارش کی موجودگی میں جس عقیدت و محبت سے
لوگ جنازہ میں شریک ہوتے۔ یہ شرکت ایک یادگار بن گئی۔

جنازہ کی رفتار دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جنازہ اڑ رہا ہو

پیچھے سے لوگ کہتے، اُہستہ چلو اُہستہ چلو۔ لیکن جانے والا اللہ کے
محبت میں دیوانہ ہو کر تیز تیز چل رہا تھا۔

عجب منظر تھا۔ بڑے بڑے رئیس کنڈھا دینے میں تبادلت
محسوس کرتے تھے۔

بارش کی وجہ سے چھینٹے اُڑا اُڑ کر ان کے کپڑوں پر پڑ رہے تھے
لیکن انہیں اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ کپڑے تو اور مل جائیں گے لیکن
یہ سعادت بھرے لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے۔

بعض اجاب کے پاؤں سے جوتا اتر گیا۔ انہوں نے اس جوتے کو
تلاش کرنے کی بجائے اپنا دوسرا جوتا بھی اتار پھینکا اور ننگے پاؤں کیچڑ
میں چلنا شروع کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر جوتا تلاش کیا تو مقصد فوت
ہو جائے گا۔

رفتم کہ خار از پاکشتم محل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ منزل دُور شد

یہ منظر بھی قابل دید تھا۔

ایک سفید ریش بابا جوتے اٹھائے بلند آواز سے کہہ رہا تھا جس
کا جوتا ہے وہ مجھ سے لے لے۔ لیکن کوئی اس کی بات پردھیان
نہ دھرتا تھا۔

شیخ کالونی کی گراؤنڈ میں جب آپ کی پیار پاتی رکھی گئی تو
اتنا زیادہ ازدہام ہو گیا جس کا تصور بھی نہ تھا۔ میں تو میں رہا۔ ہمارے
محترم المقام چوہدری برکت علی صاحب جنکی عمر ۸۰ سال ہے وہ فراتے ہیں۔
میں نے اپنی زندگی میں کسی عورت کا اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا۔

فلک الحمد یا اللہ یا ارحم الراحمین۔

کیا یہ کہیں۔

ثم یوضع لہ القبول فی الارض کا اثر تو نہ تھا؟

صوفیوں و دست کردی گئیں، علماء، فضلاء، مزدور و کارخانہ دار الغرض
ہر حکم سے تعلق رکھنے والے افراد صفوں میں کھڑے ہو گئے۔

اخئی المکرم حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب اسعد زید مجاہد۔ اللہ
انکی عمر دراز فرمائے۔ حضور قبلہ سیدی و ابی زید مجاہد و شرف کے بعد میں
ان سے عجب قسم کی محبت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ مصلی امامت پر
آئے اور چار بج کر کہہ کر اس آخری فرض سے سبکدوش ہوئے۔

مزار پر انوار

آپکی آخری آرامگاہ جامعہ امینیہ رضویہ کے احاطہ میں جامع مسجد النور
کے جنوبی پہلو میں تیار کی گئی۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کے جسدِ
خاک کو جامعہ امینیہ میں لایا گیا۔
اسی دوران حضور سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم کے جگر گوشہ اور

نورِ نظر حضرت قبلہ حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم و فیوضاتہم ہم زخمی
دلوں پر شفقت کی مرہم رکھنے کیلئے تشریف لے آئے اور آپ نے اپنے
دونوں نورانی ہاتھوں کو بلند کر دیا۔ یہ انکی جانب سے میری والدہ ماجدہ
کو نئے جہاں میں جاتے ہوئے ایک قیمتی تحفہ تھا۔

الحمد للہ! بے چاروں کا چارہ ساز آقا اس موقع پر بھی ہم جیسے بیچاروں
کو نہ بھولا۔

دوبروں کیلئے رختوں کی چادر پھیلانے والا آقا اپنوں کو کیسے بھول سکتا ہے۔
اللہ کی قسم! میری ماں کے آخری وقت اس کے سر ہانے کھڑے ہو
کر اپنے ہاتھوں کو اٹھانا۔ ان کا ایسا احسان ہے کہ اگر ماری زندگی اس
احسان کا بدلہ چکانا چاہوں تو نہ چکا سکوں گا۔
نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں۔

سب سے پہلے میں قبر میں اُترا۔ پھر انی المکرم حضرت مولانا محمد سعید
احمد صاحب اسعد اُترے۔

انی المکرم حضرت مولانا محمد افضل شاہ صاحب، انی المکرم حضرت
مولانا محمد حبیب امجد صاحب، انی المکرم حضرت مولانا محمد معود احمد صاحب
ہمارے بہنوئی حضرت مولانا قاری محمد نور الحق صاحب اور ہمارے دل و جان سے
عزیز ماموں حضرت مولانا محمد مظہر الحق صاحب زید مدظلہ نے ان کا جسدِ خاکی
ہیں دیا اور ہم نے اپنے ان ہاتھوں سے اپنی ماں کو قبر میں اتار دیا۔
ہم آئے یہ کیا ہو گیا۔

شفقتوں اور محبتوں والی ماں ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئی۔
نہیں نہیں بلکہ ہماری ماں تو زندہ ہے۔ اب اس نے واپس نہیں آنا
بلکہ ایک دن ہم نے جا کر کہنا ہے۔
اماں جان آپ کا نالائق بیٹا محمد کریم سلطانی حاضر خدمت ہے اور
سلام عرض کرتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ مجھے اکثر وصیت کرتی تھیں کہ بیٹا موت
بحق ہے۔ ایک دن میں نے بھی دنیا چھوڑ جانا ہے لیکن تجھے میری وصیت
ہے کہ میرے مرنے سے لیکر میرے دفن ہونے تک اپنے مدرسہ دجاموہ
(ریاض العلوم) کے طلباء سے ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھو اگر میری روح کو
ایصالِ ثواب کر دینا۔

الحمد للہ رب العالمین! آپ کی اس وصیت پر بھی عمل ہو گیا
میں نے اپنے جامعہ کے تمام طلباء کو بلایا اور انہیں کلمہ طیبہ پڑھنے کیلئے کہا۔
ان عزیزان گرامی قدر عزیز از جاں احباب نے دفن سے پہلے ۲۷
لاکھ ۲۹ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی روح کو
ایصالِ ثواب کر دیا۔

اللہ ان طلباء کرام کو دین کی دولت سے مالا مال فرمائے تبلیغ الاسلام
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بشارتیں

خواب میں اچھی چیز دیکھنا۔ اسے بشارت کہتے ہیں اور یہ نبوت کا فیض ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

لهم البشري في الحياة الدنيا وفي الآخرة
اس کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فرمایا۔ اس بشری سے مراد اچھے خواب ہیں جو انسان خود دیکھے یا اس کے متعلق دوسروں کو دکھائے جائیں۔ (تعلییر الانام ۳)

نیز تعلییر الانام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک منقول ہے۔ جو اچھے خوابوں کو نہیں مانتا اس کا اللہ تعالیٰ پرادرخت پرایمان ہی نہیں ہے۔ (تعلییر الانام ۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لديبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال
الرؤيا الصالحة (صحیح بخاری)

یعنی نبوت ختم ہو گئی ہے لیکن اس کے فیض سے بشارتیں باقی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بشارتیں کیا ہیں تو فرمایا اچھی خوابیں۔

اور سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب فیضان نبوت کا چھپا لیسواں

جسز ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور حضرت ابو قتادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے لہذا جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو ہر کسی کو نہ بتائے بلکہ خواص احباب کو بتائے اور جب کوئی بُرا خواب دیکھے تو ہر کسی کو نہ بتائے اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور تین مرتبہ تھوک دے اور ایسا خواب کسی کو نہ بتائے تو ایسے خواب سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

نیز حضرت سمرقہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کیا آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ عرض کر دیتا تو اُفتائے دو جہان کُن کر فرماتے۔ ما شاء اللہ۔ الخ (صحیح بخاری)

انفی المکرّم حضرت مولانا محمد مسعود احمد حسان صاحب کی اہلیہ نے دیکھا ایک نہایت حسین مکان جس کے بڑے خوبصورت کمرے ہیے سیڑھی کے ذریعے نچلی منزل میں اُتر گئی۔ وہاں

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اپنی بیٹی سے باتیں کر رہی ہیں۔ پھر میں اوپر والی منزل پر چڑھ آئی۔ عورتیں کہتی ہیں کہ آپ (رحمہا اللہ) فوت ہو گئی

ہیں۔ اسی دوران حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اور چڑھ آئیں اور فرمایا۔
کون کہتا ہے کہ میں مر گئی ہوں۔ میں تو زندہ ہوں۔

نہناز ساکنہ محمد پورہ نے دیکھا کہ
آپ چار پائی پر بیٹھی ہوئی ہیں۔
میں نے عرض کی۔
میں نے خود دیکھا کہ آپ فوت ہو گئی ہیں لیکن آپ یہاں بیٹھے ہیں۔
اس پر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے مکرآتے ہوئے فرمایا۔
میں فوت نہیں ہوئی بلکہ جنت الفردوس میں بیٹھی ہوں۔

طالبہ شگفتہ نے دیکھا۔
آپ جنازہ کی چار پائی سے نیچے اتر رہے ہیں اور فرمایا۔
میں زندہ ہوں اور جنت الفردوس سے ہو کر آئی ہوں۔

خدیجہ سرور نے جس دن آپ کا وصال ہوا۔ اس رات دیکھا۔
آپ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ کو دفن کر دیا گیا۔ میں غلام محمد آباد اپنے گھر
میں ہوں۔ آپ وہاں آگئیں۔
پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟
فرمایا۔

مجھے ایک کمرے میں بند کر آتے تھے اب میں آگئی ہوں اور زندہ ہوں

زبیہ زوجہ رانا بشارت نے دیکھا۔
آپ رحمہا اللہ مدرستہ البنات کے محن میں ہیں اور بالکل ٹھیک ہیں
میں نے حیرانگی میں پوچھا۔
آپ تندرست ہو گئے ہیں؟
فرمایا۔

میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔
اپنے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے۔ یہ بھی فرمایا۔
اب میں عمرہ کے لئے جا رہی ہوں۔

افنی المکرم حضرت مولانا محمد افضل صاحب کے بیٹے عزیز محمد زاہد
جمیل نے دیکھا۔

میرے والد صاحب ج کیلئے تیار ہیں اور میں نے کہا۔ میں بھی جاؤں
گا۔ انہوں نے فرمایا تیاری کر لو۔

پھر میری دادی صاحبہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے فرمایا۔ میں
بھی جاؤں گی۔

آپ کیسے جائیں گی؟ جبکہ آپ چل نہیں سکتیں۔
آپ رحمہا اللہ نے فرمایا۔

جہاز یہیں آجائے گا۔

پھر دیکھا کہ محلہ محسن پورہ گلی نمبر ۳ میں جہاز آگیا اور
رونی ہی رونی ہو گئی۔

رانا بشیر احمد صاحب کے بھائی نے اس رات دیکھا جس رات
حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کا انتقال ہوا۔
کوئی کہہ رہا ہے جس ہستی کا انتقال ہوا ہے۔ اسے معمولی نہ سمجھو
یہ جنتی ہے۔

نسرین اختر نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو ایک خوبصورت کمرے
میں لیٹے ہوئے دیکھا۔ پاس ہی سیڈی وابی زید مجیدہ کو کھڑے دیکھا۔
پاس کھڑی کوثر ناز نے آپ رحمہما اللہ کی تسبیح پکڑ کر سونگھی تو اس
سے خوشبو نہک رہی تھی۔

پھر سیڈی وابی زید مجیدہ نے وہ تسبیح اپنے ہاتھ میں لے کر سونگھی
اور فرمایا انکی تسبیح بخشنی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کی ہر چیز بخشنی ہوئی ہے۔

حافظ محمد ایوب صاحب کی بیٹی سعدیہ نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ
کو دیکھا کہ آپ ایک نہایت حسین کمرے میں ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ میں
ایک خوبصورت اور چمکدار تسبیح ہے۔

اخئی المکرم حضرت مولانا محمد افضل شاہ صاحب کی بیٹی عزیزہ عائشہ
صدیقہ نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو کمرے میں بیٹھے دیکھا
میں نے باہر جھانک کر دیکھا تو بارش ہو رہی تھی۔ میں بارش
کا تذکرہ آپ رحمہما اللہ سے کیا۔

آپ رحمہما اللہ نے فرمایا۔
اسی بارش کی وجہ سے مجھ پر رحمت الہی نازل ہوتی ہے۔

جناب محمد اقبال مصطفیٰ صاحب نے دیکھا کہ۔
آسمان سے تارے قطار اندر قطار حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ
کے مزار پر انوار پڑا رہے ہیں۔

والدہ عامر نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ کو دیکھا کہ
ایک خوبصورت محل میں ایک حسین پلنگ پر لیٹی ہوتی ہیں۔ ان کی
خدمت کیلئے دراز قامت عورتیں موجود ہیں۔ جو خدمت گزاری میں نہایت
مستعد ہیں اور انکی زبان مجھے سمجھ نہیں آتی۔

حاجی محمد صدیق صاحب قادری کی بیٹی نے حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ
کو ایک عالیشان کمرے میں گدے پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ رحمہما اللہ
نے فرمایا۔

بیٹی! پانچ وقت نماز با بندگی سے پڑھا کرو اور روزانہ پانچ سو
مرتبہ درود پاک پڑھا کرو۔

اخئی المکرم حضرت مولانا محمد سعید احمد سعدی کی بیٹی عزیزہ امیرہ سعیدہ
نے دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ ایک جہاز میں سوار ہو گئیں اور وہ جہاں مدینہ طیبہ اتر گیا۔ بے شمار عورتیں لینے کیلئے وہاں موجود ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی حاضری ہوئی۔ دیکھا کہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ جالیوں سے لپٹ کر رو پڑیں۔

عزیزم حافظ محمد اشرف سعید نے دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کہیں جا رہی ہیں۔ پوچھا۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا۔

اپنے گھر جا رہی ہوں۔

ایک خوبصورت محل میں داخل ہو گئیں جس کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھی ہیں۔

اس عاجز و مسکین محمد کریم سلطانی نے ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء مسجد نبویہ المبارک کی رات دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ عمدہ لباس پہنے تشریف لارہی ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور عرض کی۔

اُپ کے ساتھ کیا بیٹی؟

فرمایا۔

بیٹا! اللہ نے مجھ پر فضل فرمایا اور میں جنت سے آ رہی ہوں۔

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَوْلَا وَ خَيْرُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی مَنْ

لَعَنَتْهُ اِلٰی الْخَلْقِ كَافَّةً بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا۔ وَعَلٰی اٰلِہٖم وَصَحْبِہٖم اٰجَمِیْن۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی ماموں زاد بہن نے وصال کی دوسری رات دیکھا۔

ایک خوشنما کمرہ جو روشن ہے لیکن بلب اور ٹیوب کے بغیر۔ ایسی روشنی جیسی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہوتی ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اس کمرہ میں سبز چادر اوڑھے سنہری حروف میں لکھے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہی ہیں۔

حافظ محمد مفدر صاحب مدرس شعبہ حفظ دارالعلوم امینیہ رضویہ نے دیکھا۔

شیخ کالونی کی گراؤنڈ میں جنازہ رکھ دیا گیا۔ لوگ صفیں درست کر رہے ہیں۔ اچانک ایک بزرگ آئے اور نماز جنازہ کی امامت کروائی اور روانہ ہو گئے۔

محل میلاد منترہ کروانے والی ایک عورت نے دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ کہیں جانے کی تیاری کر رہی ہیں کچھ سفید پوش افراد کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کی اُپ فوت ہو گئے تھے۔ فرمایا۔

نہیں بلکہ میں تو زندہ ہوں۔ مدینہ طیبہ جا رہی ہوں اور یہ مجھے لینے کے لئے آئے ہیں۔

طالبہ نسرین نے دیکھا۔

مزار پر حاضر ہوئی۔ مزار پر انوار شوق ہو گیا۔ سر اور دونوں ہاتھ باہر نکل آئے۔ آپ رحمہ اللہ نے اللہ اکبر کہا۔ ایک ہاتھ میں انگشتی ہے دوسرے ہاتھ میں نہایت روشن اور چمکدار چیز ہے اس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ اس سے شعاعیں نکل رہی ہیں۔ جن سے ہر طرف نور پھیل گیا۔

شیخ فقیر محمد کی اہلیہ نے دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نہایت مسرور اور شادواں ہیں۔ ان کے ارد گرد کافی گلدستے ہیں۔ ان میں مختلف قسم کے بہترین پھول ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یہ پھول کیسے ہیں؟ فرمایا۔

دنیا میں مجھے بہت سی تکلیفیں آئیں۔ جب بھی کسی نے مجھ سے حال پوچھا تو بے ساختہ کہا۔ الحمد للہ علی کل حال۔ اللہ رب العزت نے اس بات پر جنت سے میرے لئے پھول بھیجے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

وکیل نامہ

- ۱۔ میری وصیت ہے کہ اگر مجھے کسی وقت بیماری کا غلبہ ہو جائے تو مجھے خون ہرگز نہ دیا جائے کہ یہ قرآن پاک کے حکم کے مطابق حرام ہے۔ بے شک جان جاتی ہو تو جائے مگر کسی حرام کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کیلئے ایک جان کیا ہزار جان بھی ہو تو قربان کی جاسکتی ہے۔
- ۲۔ میری مجہیز و تکفین سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہو۔ کوئی کام خلاف شرع نہ کیا جائے۔
- ۳۔ میری اولاد کو میری طرف سے تاکید و وصیت ہے کہ عقیدہ اہلسنت و جماعت پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن کسی حال میں نہ چھوڑیں۔ نمازیں پابندی سے پڑھیں اور شیطانی کاموں سے دور بھاگیں۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہما اللہ نے یہ وصیت نامہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ کو تحریر کروایا تھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی زندگی کے چند گوشے اس
لئے پروردِ قلم کیے کہ

۱۔ ہماری طرف سے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خدمت میں ایک
نذرانہ عقیدت پیش ہو جاتے۔

۲۔ شاید کسی سکون و اطمینان کی طلبگار عورت کے لئے یہ ہدایت کا
سامان ہو سکے۔

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدُ أَكْثَرِ أَطْيَابِ مَبَارَكَاتِهِ وَصَلِّ
اللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى عَبْدِكَ الْأَكْرَمِ وَخَلِيفَتِكَ الْأَعْظَمِ
مَسِيدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

راشم الحروف

محمد کریم سلطانی

۱۲۔ دروری ۱۹۸۹ء